© rasailojaraid.com

مشرق وسطی

فلسطین: مقدس سرزمین کے عیسائی مغرب کی توجہ چاہتے ہیں۔

بیت اللحم کا نام کرسمس سے وابستہ گڈریوں، فرشتوں اور شان وشوکت کی یادیں تازہ کرتا ہے۔ وہ جو "چرچ آف دی نے ٹوسٹی" کے نیچے واقع ہے اور جو سیاحوں کو دکھایا جاتا ہے، اس کی مذہبی حیثیت جیسی کچھ بھی ہو یہ جگہ دعاؤں اور زیارت کی خوشبو سے ہر وقت بسی رہتی ہے۔ بیت اللحم کی گھنٹیاں کرسمس کی تقریبات کا حصہ ہیں۔ جو معمول کے مطابق بجائی جاتی ہیں۔

انتفاضہ کو شروع ہوئے دو سال ہو رہے ہیں اور اس دوران ان تقریبات سے وابستگیاں تبدیل ہو رہی ہیں۔ فلسطینی عیسائیوں کو تشویش ہے کہ برطانوی چرچ ابھی تک نئی حقیقت کو پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔ چنانچہ اس مرتبہ ایڈونٹ کے موقع پر ایک چھ رکنی وفد برطانیہ پہنچا۔ اس میں بیت اللحم یونیورسٹی کا ایک نمائندہ بھی شامل تھا۔ ان کے دورے کے مقصد یہ تھا کہ اگر یہاں کوئی مذہبی جذباتیت یا سیاسی آسودگی بچی کچھی رہ گئی ہے تو اس کو جھنجھوڑیں۔

ایک سخت خون خرابے کے بعد اسرائیل کی ریاست 1948ء میں معرض وجود میں آئی۔ یہودیوں کے مذہبی عقیدے نے انہیں اس کے حصول کے لیے متحرک کیا۔ حتی کہ وہ اپنے آپ کو اس وقت بھی "یہوداہ" کا سپاہی سمجھتے تھے۔ جب وہ دہشت انگیز بموں کے دھماکوں میں ملوث تھے ان کا یہ دعوی تھا کہ ان سے مقدس سرزمین کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کا حوالہ وہ بر بار "جوشوا" کی کتاب سے دیتے تھے۔ جس میں ان کے لیے یہ حکم الٰہی موجود ہے۔ کہ وہ اس سرزمین کو فتح کریں۔ غلام بنائیں یا نیست و نابود کردیں۔ ایسے انتہا پسند ربی RABBI ابھی تک موجود ہیں۔ جو اس عقیدے میں پختہ یقین رکھتے ہیں اور اس موضوع پر کسی قسم کی بات چیت کے روادار نہیں۔ تاہم عید فصیح کی رسومات سے وابستہ ایک اور روایت بھی موجود ہے۔ جس میں سفر خروج کے مطابق ایک حکم میں کہا گیا ہے "اجنبی کو مت ستاؤ کیونکہ تم جانتے ہو کہ اجنبی ہونے کا احساس کیا چیز ہے، تم خود مصر میں اجنبی رہ چکے ہو" اس بیان میں جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے "زمین کے ہانکے ہوئے لوگوں کے ساتھ ہم اپنے آپ کو جو وابستہ کرتے ہیں وہ اس لیے کہ ہم فطیری روٹی کھاتے ہیں جہاں کہیں غلامی برقرار ہے۔ یہودی اس کی تلخی محسوس کرتے ہیں" عہدنامے کی یہ اپیل متشددانہ نکراؤ کی موجودہ روش سے ایک الگ راستے کی جانب راہنمائی کرتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاہم یہودیوں نے صدہا سال تک اتنا دکھ اٹھایا ہے کہ فراخدلی سے کام لینا ان کے لیے بہت مشکل ہے۔ فلسطینیوں کے پاس گناہ گارانہ تعذب واذیت کی ایسی داستانیں ہیں جن کا موازنہ "ھالوکاسٹ" سے کیا جاسکتا ہے۔ پی ایل او کے انتہا پسند گروہوں میں سے ایک کا راہنما جارج حبش ہے جو اپنی جوانی میں بچوں کے امراض کا ڈاکٹر تھا۔ جب نئی ریاست قائم کی جارہی تھی تو اس نے لدہ کے قریب خاندانوں کے خاندان دیکھے جنہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ان کے گھروں سے نکال کر گندم کے کھیتوں میں سے ہانک کرلے جایا جارہا تھا۔ یہاں تک کہ بچے موت کے منہ میں چلے گئے اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہوگئے اس نے یہ دیکھ کر عہد کیا کہ وہ ان مظالم کا انتقام لے گا اور وہ اپنے عہد پر ابھی تک قائم ہے۔

اسرائیلیوں کو یقین ہے کہ غیر ملکی ذرائع ابلاغ انتفاضہ کو کچھ زیادہ ہی جذباتی رنگ میں پیش کررہے ہیں جبکہ فلسطینیوں کا خیال ہے کہ مغرب کی زبان "ھالوکاسٹ" کے سلسلے میں اس کے احساس جرم نے باندھ رکھی ہے۔ یوں دونوں فریق بیرونی دنیا کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے پراپیگنڈے کی جنگ میں مصروف ہیں۔ یہ طے ہے کہ کسی ایک فریق کی شکست سے یہاں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ مستقبل کا تعین اس بات پر منحصر ہے کہ جس سرزمین پر یہ لوگ رہتے ہیں اسکی انہیں مشترکہ شہریت حاصل ہو۔ اس سے جلاوطن فلسطینیوں کو اپنے گھروں میں واپس آنے کا وہی حق مل جائے گا جس نے دنیا بھر میں بکھرے ہوئے یہودیوں کو ان کے روحانی مادر وطن میں اکٹھا کردیا ہے۔

اس صورتحال میں فلسطینی عیسائی مصالحانہ کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تاہم پہلے یہ چاہتے ہیں کہ انکی تاریخ کو تسلیم کیا جائے۔ روحانی طور پر وہ پہلی صدی کے چرچ کے وارث ہیں۔ کچھ خاندان اپنی موروثیت کو صلیبی جنگوں سے کہیں پہلے کے دور تک لے جاتے ہیں اور اس بنا پر ایسٹر کی شام "چرچ آف دی ہولی سیپلچر" میں جھنڈا اٹھا کرلے جانے کو اپنا موروثی حق سمجھتے ہیں۔ نسلاً فلسطینی ہونے کی وجہ سے وہ پی ایل او کی قومی امنگوں کے ساتھ خود کو متشخص کرسکتے ہیں اور اسی کے ساتھ انکی مذہبی ذمہ داری انہیں عہدنامے کے مطالب میں بصیرت عطا کرتی ہے۔ وقتی سیاح کو صرف وہ شدید رقابت نظر آتی ہے جو مختلف چرچوں کے درمیان ہے اور جس کا مقصد اپنی قدیمی مراعات پر اپنی اجارہ داریوں کو قائم رکھنا ہے تاہم اس ظاہری افتراق کے پیچھے اس سرزمین کی گہری روحانیت موجود ہے جس نے ان سب کو اہل ایمان کے گروہ کی صورت میں ایک لڑی میں پرورکھا ہے۔ ان کی پوزیشن اس بات کی مستحق ہے کہ ان کے ہم عصر عیسائی ان کی خصوصی حیثیت کو تسلیم کریں۔

(منجانب: مائیکل ہیئرڈیوک۔ بشپ آف سینٹ انڈریوز۔ ڈنکلڈ اینڈ ڈنبلین (چرچ ٹائمز سے تلخیص)

© rasailojaraid.com